آنکھ اور خواب کے درمیان
ندا فاضلی
نئی آواز۔ جامعہ نگر۔ نئی دہلی ۲۵

آنکھ اور خواب کے درمیان

ندا فاضلی

نئی آواز۔ جامعہ نگر۔ نئی دہلی ۲۵

خوشنویس: ایس۔ ایم۔ مظہر

تقسیم کار

صدر دفتر:

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ۔ جامعہ نگر۔ نئی دہلی 110025

شاخیں:

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ۔ اُردو بازار۔ دہلی 110006

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ۔ پرنس بلڈنگ۔ بمبئی 400003

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ۔ یونی ورسٹی مارکیٹ۔ علی گڑھ 202001

پہلی بار دسمبر ۱۹۸۶ء تعداد 1000 قیمت: =/21

لبرٹی آرٹ پریس (پروپرائٹرز: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ) پٹودی ہاؤس، دریا گنج، نئی دلی ۲ میں طبع ہوئی

اپنی چھوٹی بہن کی چھوٹی بیٹی

ماریہ

کے لیے

گھر سے مسجد ہے بہت دور، چلو یوں کر لیں
کسی روتے ہوئے بچّے کو ہنسایا جائے

فہرست

وقت سے پہلے

یوں تو ہر رشتہ کا انجام یہی ہوتا ہے
پھول کھلتا ہے
مہکتا ہے
بکھر جاتا ہے
تم سے ویسے تو نہیں کوئی شکایت
لیکن
شاخ ہو سبز
تو حساس فضا ہوتی ہے
ہر کلی زخم کی صورت ہی جدا ہوتی ہے
تم نے
بیکار ہی موسم کو ستایا ورنہ
پھول جب کھِل کے بہک جاتا ہے
خود بخود
شاخ سے گر جاتا ہے

نئے گھر کی پہلی نظم

چار دیواروں پہ چھت باندھ کے
جب وہ اُترا
جسم تھا اس کا پسینے سے شرابور
مگر
اس کو آرام کی مہلت نہ ملی
گھر کی دیواروں نے
دیواروں کی زینت کے لیے
نیلے آکاش میں اُڑتے ہوئے
اس کے سر کو
ایک کمرہ میں مُقفّل کر کے
اس کے بے سر کے بدن کے اوپر
سازوسامان کی
فہرست لگا دی ایسے
کوئی ڈھلوان پہ پہیے کو گھما دے جیسے

دیکھتے دیکھتے
ٹی وی
فرج
صوفہ بن کے
آدمی کھو گیا عزّت کا تماشا بن کے
ہر گھڑی بھاگتے رہنا ہے
مقدّر اُس کا
گھر کی دیواروں نے ہی
چھین لیا گھر اُس کا

○
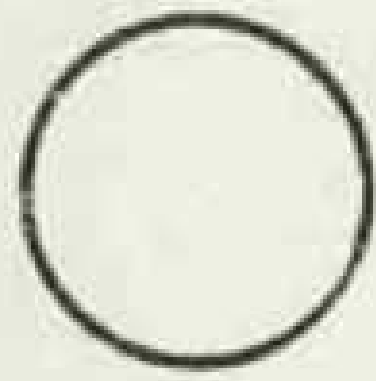
سفر میں دھوپ تو ہوگی جو چل سکو تو چلو
سبھی ہیں بھیڑ میں تم بھی نکل سکو تو چلو

کسی کے واسطے راہیں کہاں بدلتی ہیں
تم اپنے آپ کو خود ہی بدل سکو تو چلو

یہاں کسی کو کوئی راستہ نہیں دیتا
مجھے گرا کے اگر تم سنبھل سکو تو چلو

کہیں نہیں کوئی سورج دھواں دھواں ہے فضا
خود اپنے آپ سے باہر نکل سکو تو چلو

یہی ہے زندگی کچھ خواب چند اُمیدیں
انھیں کھلونوں سے تم بھی بہل سکو تو چلو
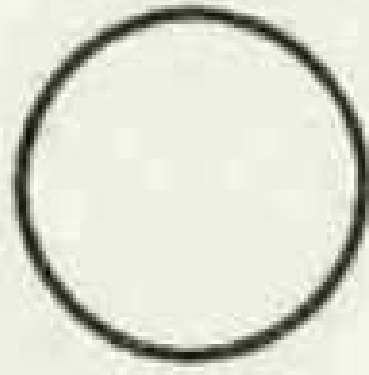
ہر چمکتی قربت میں ایک فاصلہ دیکھوں
کون آنے والا ہے کس کا راستہ دیکھوں

شام کا دھندلکا ہے یا اُداس ممتا ہے
بھولی بسری یادوں سے پھوٹتی دُعا دیکھوں

مسجدوں میں سجدوں کی مشعلیں ہوئیں روشن
بے چراغ گلیوں میں کھیلتا خدا دیکھوں

لہر لہر پانی میں ڈوبتا ہوا سورج
کون مجھ میں در آیا اُٹھ کے آئینہ دیکھوں

لہلہاتے موسم میں تیرا ذکرِ شادابی
شاخ شاخ پر تیرے نام کو ہرا دیکھوں

ایک تصویر

صبح کی دھوپ
ڈھلی شام کا روپ
فاختاؤں کی طرح سوچ میں ڈوبے تالاب
اجنبی شہر کے آکاش
اندھیروں کی کتاب
پاٹھ شالہ میں چہکتے ہوئے معصوم گلاب
گھر کے آنگن کی مہک
بہتے پانی کی کھنک
سات رنگوں کی دھنک
تم کو دیکھا تو نہیں ہے
لیکن
میری تنہائی میں
یہ رنگ برنگے منظر
جو بھی تصویر بناتے ہیں
وہ!
تم جیسی ہے

○
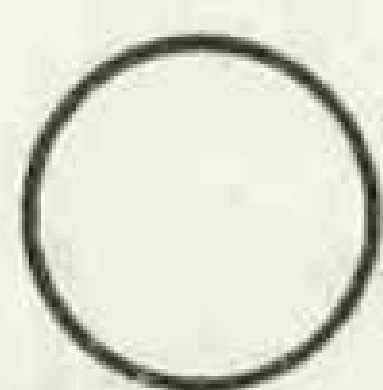
ممکن ہے سفر ہو آساں اب ساتھ بھی چل کر دیکھیں
کچھ تم بھی بدل کر دیکھو، کچھ ہم بھی بدل کر دیکھیں

آنکھوں میں کوئی چہرہ ہو، ہر گام پہ اک پہرہ ہو
جنگل سے چلیں بستی میں دُنیا کو سنبھل کر دیکھیں

سورج کی تپش بھی دیکھی، شعلوں کی کشش بھی دیکھی
اب کے جو گھٹائیں چھائیں برسات میں جل کر دیکھیں

دو چار قدم ہر رستہ پہلے کی طرح لگتا ہے
شاید کوئی منظر بدلے کچھ دُور تو چل کر دیکھیں

اب وقت بچا ہے کتنا جو اور لڑیں دُنیا سے
دُنیا کی نصیحت پر بھی تھوڑا سا عمل کر دیکھیں

ایک خط

تم آئینے کی آرایش میں جب کھوئی ہوئی سی تھیں
کھلی آنکھوں کی گہری نیند میں سوئی ہوئی سی تھیں
تمھیں جب اپنی چاہت تھی
مجھے تم سے محبّت تھی

تمھارے نام کی خوشبو سے جب موسم سنورتے تھے
فرشتے جب تمھارے رات دن لے کر اترتے تھے
تمھیں پانے کی حسرت تھی
مجھے تم سے محبّت تھی

تمھارے خواب جب آکاش کے تاروں میں روشن تھے
گلابی انکھڑیوں میں دھوپ تھی آنچل میں ساون تھے
بہت سوں سے رقابت تھی
مجھے تم سے محبّت تھی

تمہارا خط ملا

میں یاد ہوں تم کو عنایت ہے
بدلتے وقت کی لیکن ہر اک دل پہ حکومت ہے
وہ پہلے کی حقیقت تھی
مجھے تم سے محبّت تھی

○
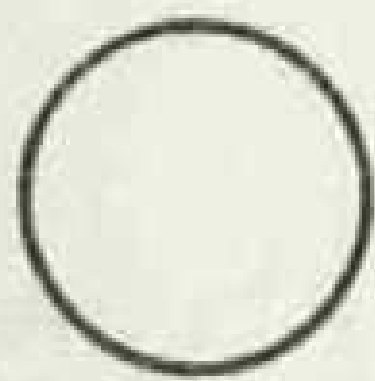
بدلا نہ اپنے آپ کو جو تھے وہی رہے
ملتے رہے سبھی سے مگر اجنبی رہے

ہر وقت ہر مقام پہ ہنسنا محال ہے
رونے کے واسطے بھی کوئی بے کلی رہے

دنیا نہ جیت پاؤ تو ہارو نہ آپ کو
تھوڑی بہت تو ذہن میں ناراضگی رہے

اپنی طرح سبھی کو کسی کی تلاش تھی
ہم جس کے بھی قریب رہے دور ہی رہے

گزرو جو باغ سے تو دعا مانگتے چلو
جس میں کھلے ہیں پھول وہ ڈالی ہری رہے

○
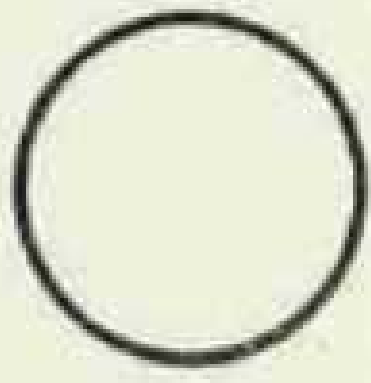
ہر گھڑی خود سے اُلجھنا ہے مقدّر میرا
میں ہی کشتی ہوں مجھی میں ہے سمندر میرا

کس سے پوچھوں کہ کہاں گُم ہوں کئی برسوں سے
ہر جگہ ڈھونڈتا پھرتا ہے مجھے گھر میرا

ایک سے ہو گئے موسم ہوں کہ چہرے سارے
میری آنکھوں سے کہیں کھو گیا منظر میرا

مدّتیں بیت گئیں خواب سُہانا دیکھے
جاگتا رہتا ہے ہر نیند میں بستر میرا

آئینہ دیکھ کے نکلا تھا میں گھر سے باہر
آج تک ہاتھ میں محفوظ ہے پتّھر میرا

شکایت

تمھاری شکایت بجا ہے
مگر تم سے پہلے بھی
دُنیا یہی تھی
یہی آج بھی ہے
یہی کل بھی ہوگی
تمھیں بھی اسی اینٹ پتھر کی دُنیا میں
پل پل بکھرنا ہے
جینا ہے مرنا ہے
بدلتے ہوئے موسموں کی یہ دُنیا
کبھی گرم ہو گی
کبھی سرد ہو گی
کبھی بادلوں میں نہائے گی دھرتی

کبھی دُور تک
گرد ہی گرد ہوگی
فقط ایک تم ہی نہیں ہو
یہاں جو بھی اپنی طرح سوچتا ہے
زمانے کی نیرنگیوں سے خفا ہے
ہر اک زندگی اک نیا تجربہ ہے
مگر جب تلک یہ شکایت ہے زندہ
یہ سمجھو زمیں پر محبت ہے زندہ

○
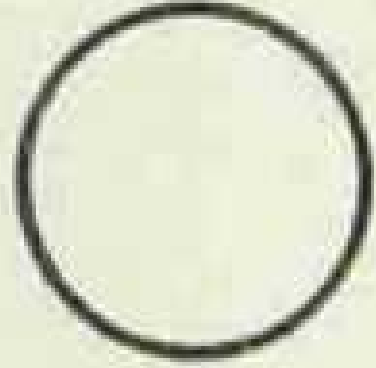
ہم ہیں کچھ اپنے لیے کچھ ہیں زمانے کے لیے
گھر سے باہر کی فضا ہنسنے ہنسانے کے لیے

یوں لُٹاتے نہ پھرو موتیوں والے موسم
یہ نگینے تو ہیں راتوں کو سجانے کے لیے

اب جہاں بھی ہو وہیں تک لکھو رودادِ سفر
ہم تو نکلے تھے کہیں اور ہی جانے کے لیے

میز پر تاش کے پتّوں سے سجی ہے دُنیا
کوئی کھونے کے لیے ہے کوئی پانے کے لیے

تم سے چھُٹ کر بھی تمھیں بھولنا آسان نہ تھا
تم کو ہی یاد کیا تم کو بھُلانے کے لیے

انتشار

ہر ایک جرم نام ہے

جو نام سنگسار ہے

وہ نام بے قصور ہے

قصور وار بھوک ہے

جو مدّتوں سے رائفل ہے

چیخ ہے

پکار ہے

یہی گناہگار ہے

نہیں یہ بھوک تو کسی محل کی پہریدار ہے

غریب تابعدار ہے

گناہگار ہے محل

مگر محل تو خود

سیاستوں کا اشتہار ہے
سیاستوں کے ارد گرد بھی کوئی حصار ہے
عجیب انتشار ہے
نہ کوئی چور، چور ہے
نہ کوئی ساہوکار ہے
یہ کیسا کاروبار ہے
خدا کی کائنات کا
خدا ہی ذمّہ دار ہے

○
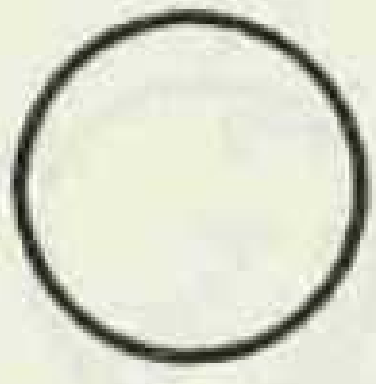
کچھ طبیعت ہی ملی تھی ایسی چین سے جینے کی صورت نہ ہوئی

جس کو چاہا اسے اپنا نہ سکے جو ملا اس سے محبّت نہ ہوئی

جس سے جب تک ملے دل ہی سے ملے دل جو بدلا تو فسانہ بدلا

رسمِ دُنیا کو نبھانے کے لیے ہم سے رشتوں کی تجارت نہ ہوئی

دُور سے تھا وہ کئی چہروں میں پاس سے کوئی بھی ویسا نہ لگا

بے وفائی بھی اسی کا تھا چلن پھر کسی سے یہ شکایت نہ ہوئی

چھوڑ کر گھر کو کہیں جانے سے، گھر میں رہنے کی عبادت تھی بڑی

جھوٹ مشہور ہوا راجا کا، سچ کی سنسار میں شہرت نہ ہوئی

وقت روٹھا رہا بچّے کی طرح راہ میں کوئی کھلونا نہ ملا

دوستی کی تو نبھائی نہ گئی، دشمنی میں بھی عداوت نہ ہوئی

○
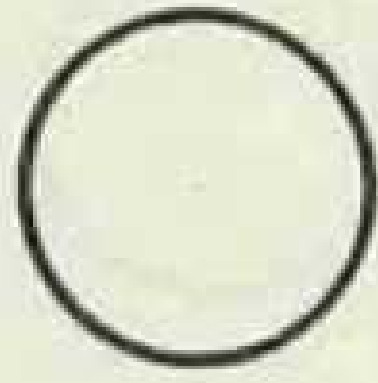
اب خوشی ہے نہ کوئی درد رُلانے والا
ہم نے اپنا لیا ہر رنگ زمانے والا

ایک بے چہرہ سی اُمّید ہے چہرہ چہرہ
جس طرف دیکھیے آنے کو ہے آنے والا

اس کو رخصت تو کیا تھا مجھے معلوم نہ تھا
سارا گھر لے گیا گھر چھوڑ کے جانے والا

دُور کے چاند کو ڈھونڈو نہ کسی آنچل میں
یہ اُجالا نہیں آنگن میں سمانے والا

اک مسافر کے سفر جیسی ہے سب کی دُنیا
کوئی جلدی میں کوئی دیر میں جانے والا

بے خبری

پڑوسی کے بچّے کو کیوں ڈانٹتی ہو
شرارت تو بچّوں کا شیوہ رہا ہے
بچاری صراحی کا کیا دوش اس میں
کبھی تازہ پانی بھی ٹھنڈا ہوا ہے
سہیلی سے بیکار ناراض ہو تم
دوپٹّے پہ دھبّہ تو کل کا پڑا ہے
رسالے کو جھنجھلا کے کیوں پھینکتی ہو
بنا دھیان کے بھی کوئی پڑھ سکا ہے
کسی جانے والے کو آخر خبر کیا
جہاں لڑکیاں ہونٹ کم کھولتی ہیں
پرندوں کی پرواز میں ڈولتی ہیں
مہک بن کے ہر پھول میں بولتی ہیں
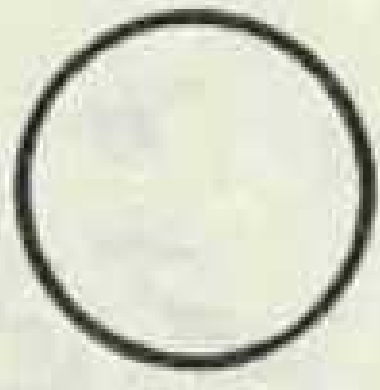
جن کی پلکیں بھیگ رہی ہیں ان کو بھی غم ہوگا
لیکن جس پر آب نہ ٹھہرے وہ موتی کم ہوگا

میرے گیتوں جیسی تیرے پھولوں کی تحریریں
دھرتی تیرے اندر بھی شاید کوئی غم ہوگا

بھیگ چکی ہے رات تو سورج کے اُگنے تک جاگو
جس تکیے پر سر رکھو گے وہ تکیہ نم ہوگا

بادل، چاند، گھٹائیں، سورج، یہ باتیں کیا جانیں
ان سے پوچھو کس بستی میں کیسا موسم ہوگا

میرے تیرے چولھوں میں تو اتنی آگ نہیں تھی
جس سے سارا شہر جلا ہے کوئی پرچم ہوگا

○
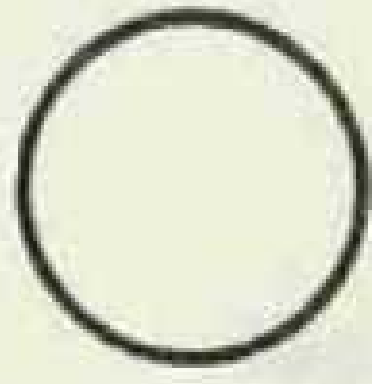
آنکھ کو جام لکھو زُلف کو برسات لکھو
جس سے ناراض ہو اس شخص کی ہر بات لکھو

جس سے مل کر بھی نہ ملنے کی کسک باقی ہے
اسی انجان شناسا کی مُلاقات لکھو

جسم مسجد کی طرح، آنکھیں نمازوں جیسی
جب گناہوں میں عبادت تھی وہ دن رات لکھو

اس کہانی کا تو انجام وہی ہے کہ جو تھا
تم جو چاہو تو محبّت کی شروعات لکھو

جب بھی دیکھو اُسے اپنی ہی نظر سے دیکھو
کوئی کچھ بھی کہے تم اپنے خیالات لکھو

جنگل بنجاروں کے میت
دیواروں کے گھر کیا جانیں موسم کے سنگیت

ہاتھ میں لے کر آگ نہائے
بیچ ندی میں رات
میلوں دُور سے دھرتی سُن لے
نیل گگن کی بات

سوکھے پھُول
کلی مُسکائے
کوئی ہار نہ جیت
جنگل بنجاروں کے میت

تتلی کے اُڑتے رنگوں میں
ساون جھُولا ڈالے

ہَوا اکیلی رستہ بھُولے
جگنو دیپک بالے
بیج میں اَنکھُر
بن کر پھوٹیں
خاموشی کے گیت
جنگل بنجاروں کے میت

پھولوں کے رنگ لال لال
چلتے میں روکیں
ہزاروں میں ٹوکیں
موسم جوابوں کا پوچھے سوال
برکھا کے ہاتھوں سے دھوئی ہوائیں
پیڑوں میں چھپ چھپ کے اودھم مچائیں
منہدی کا بوٹا
دکھائے انگوٹھا
بھیگے دوپٹے میں لاکھوں کا مال
پھولوں کے رنگ لال لال

آنچل سے مُنہ ڈھک کے سوئے دوپہری
کمرے میں بجلی سی چمکے مسہری

دریا کا پانی
سُنائے کہانی

لہروں میں لہرائیں بھولے خیال
پھولوں کے رنگ لال لال

تیرے پیروں چلا نہیں جو
دھوپ چھاؤں میں ڈھلا نہیں جو
وہ تیرا سچ کیسے جس پر تیرا نام نہیں

تجھ سے پہلے بیت گیا جو
وہ اتہاس ہے تیرا
تجھ کو ہی پورا کرنا ہے
جو بن باس ہے تیرا

تیری سانسیں جیا نہیں جو
گھر آنگن کا دِیا نہیں جو
وہ تلسی کی رامائن ہے تیرا نام نہیں

تیرا ہی تن پوجا گھر ہے
کوئی مورت گڑھ لے
کوئی پستک ساتھ نہ دے گی
چاہے جتنا پڑھ لے

تیرے سُر میں سجا نہیں جو
اک تارے پر بجا نہیں جو
وہ میرا کی سَم پتّی[1] ہے تیرا شیام نہیں

---

[1] پونجی

○
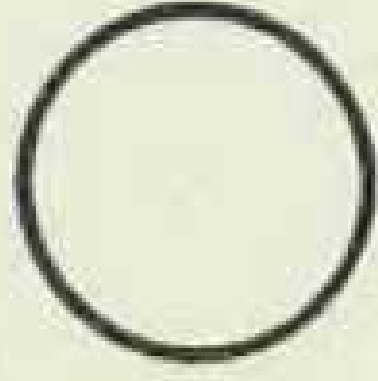
جب بھی کسی نگاہ نے موسم سجائے ہیں
تیرے لبوں کے پھول بہت یاد آئے ہیں
نکلے تھے جب سفر پہ تو محدود تھا جہاں
تیری تلاش نے کئی عالم دکھائے ہیں
رشتوں کا اعتبار، وفاؤں کا انتظار
ہم بھی چراغ لے کے ہواؤں میں آئے ہیں
رشتوں کے نام وقت کے چہرے بدل گئے
اب کیا بتائیں کس کو کہاں چھوڑ آئے ہیں
اے شام کے فرشتو ذرا دیکھ کے چلو
بچوں نے ساحلوں پہ گھروندے بنائے ہیں

○
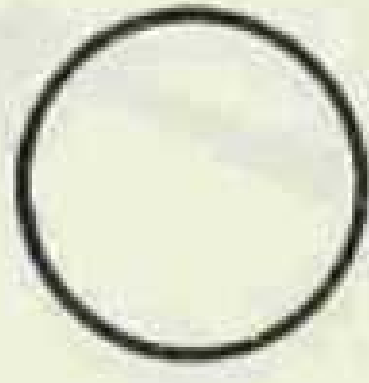
دن سلیقے سے اُگا رات ٹھکانے سے رہی
دوستی اپنی بھی کچھ روز زمانے سے رہی
چند لمحوں کو ہی بنتی ہیں مصوّر آنکھیں
زندگی روز تو تصویر بنانے سے رہی
اس اندھیرے میں تو ٹھوکر ہی اُجالا دے گی
رات جنگل میں کوئی شمع جلانے سے رہی
فاصلہ چاند بنا دیتا ہے ہر پتّھر کو
دُور کی روشنی نزدیک تو آنے سے رہی
شہر میں سب کو کہاں ملتی ہے رونے کی جگہ
اپنی عزّت بھی یہاں ہنسنے ہنسانے سے رہی

فاصلہ

یہ فاصلہ
جو تمھارے اور میرے درمیاں ہے
ہر اک زمانہ کی داستاں ہے
نہ ابتدا ہے
نہ انتہا ہے
مسافتوں کا عذاب سانسوں کا دائرہ ہے
نہ تم کہیں ہو
نہ میں کہیں ہوں
تلاشِ رنگین واہمہ ہے
سفر میں لمحوں کا کارواں ہے
یہ فاصلہ!
جو تمھارے اور میرے درمیاں ہے
یہی طلب ہے
یہی جزا ہے
یہی خدا ہے
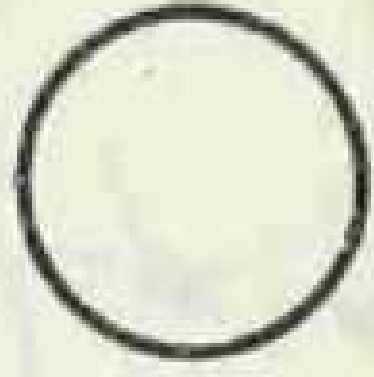
اب کے خفا ہوا ہے تو اتنا خفا بھی ہو
تو بھی ہو اور تجھ میں کوئی دوسرا بھی ہو

یوں تو ہر ایک بیج کی فطرت درخت ہے
کھلتے ہیں جس میں پھول وہ آب و ہوا بھی ہو

آنکھیں نہ چھین میری نقابیں بدلتا چل
یوں ہو کہ تو قریب بھی ہو اور جدا بھی ہو

رشتوں کے ریگ زار میں ہر سر پہ دھوپ ہے
ہر پاؤں میں سفر ہے مگر راستہ بھی ہو

دنیا کے کہنے سننے پہ انسانیت نہ چھوڑ
انسان ہے تو ساتھ میں کوئی خطا بھی ہو

دیوانگی رہے باقی

تو اس طرح سے مری زندگی میں شامل ہے
جہاں بھی جاؤں یہ لگتا ہے تیری محفل ہے

ہر ایک رنگ ترے روپ کی جھلک لے لے
کوئی ہنسی کوئی لہجہ کوئی مہک لے لے

یہ آسمان، یہ تارے، یہ راستے یہ ہوا
ہر ایک چیز ہے اپنی جگہ ٹھکانے سے
کئی دنوں سے شکایت نہیں زمانے سے

مری تلاش تری دل کشی رہے باقی
خدا کرے کہ یہ دیوانگی رہے باقی

○
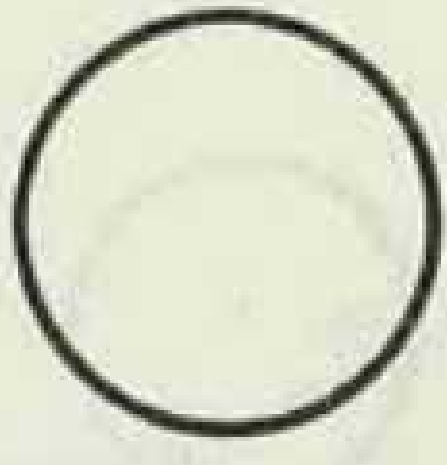
دیوار و در سے اُتر کے پرچھائیاں بولتی ہیں

کوئی نہیں بولتا جب تنہائیاں بولتی ہیں

پردیس کے راستوں میں رُکتے کہاں ہیں مُسافر

ہر پیڑ کہتا ہے قصّہ، خاموشیاں بولتی ہیں

موسم کہاں مانتا ہے تہذیب کی بندشوں کو

جسموں سے باہر نکل کے انگڑائیاں بولتی ہیں

اک بار تو زندگی میں مِلتی ہے سب کو حکومت

کچھ دن تو ہر آئینے میں، شہزادیاں بولتی ہیں

سننے کی مُہلت مِلے تو آواز ہے پتّھروں میں

اُجڑی ہوئی بستیوں میں آبادیاں بولتی ہیں

○
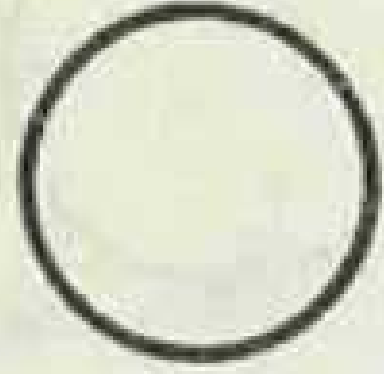
تیرا سچ ہے ترے عذابوں میں
جھوٹ لکھا ہے سب کتابوں میں

ایک سے مل کے سب سے مل لیجیے
آج ہر شخص ہے نقابوں میں

تیرا ملنا ترا نہیں ملنا
ایک رستہ کئی سرابوں میں

ان کی ناکامیوں کو بھی گنیے
جن کی شہرت ہے کامیابوں میں

روشنی تھی سوال کی حد تک
ہر منظر کھو گئی جوابوں میں

جسم کی جستجو

سنو تم!
یہ میرا تمھارا
جو رشتہ ہے
اک راستہ ہے
میں تم سے گزر کر ہی
تم تک پہنچنے کی رفتار ہوں
میرا آغاز تم
میرا انجام تم
تمھیں دیکھ کر میں تمھیں سوچتا ہوں
تمھیں پا کے ہی
میں تمھیں کھوجتا ہوں
تم اپنے بدن کے سمندر میں
صدیوں سے پوشیدہ
اک خواب ہو

اور میں !!
خون کی تیز گردش میں بنتی ہوئی آنکھ ہوں
آنکھ اور خواب کے درمیاں،
روشنی تتلیاں
نیند، بیداریاں
جسم سے جسم تک
ہر ملن اک سفر

ہر سفر!
خواب کی آرزو
جسم کی جستجو!

انتقام (قہارؔ)

مسجدوں مندروں کی دُنیا میں
مجھ کو پہچانتے کہاں ہیں لوگ
روز میں چاند بن کے آتا ہوں
دن میں سورج سا جگمگاتا ہوں
کھنکھناتا ہوں ماں کے گہنوں میں
ہنستا رہتا ہوں چھپ کے بہنوں میں
میں ہی !
مزدور کے پسینے میں
میں ہی !
برسات کے مہینے میں
میری تصویر آنکھ کا آنسو
میری تحریر
جسم کا جادو

مسجدوں مندروں کی دُنیا میں
مجھ کو پہچانتے نہیں جب لوگ
میں!
زمینوں کو بے ضیا کر کے
آسمانوں میں لوٹ جاتا ہوں
میں خدا بن کے
قہر ڈھاتا ہوں
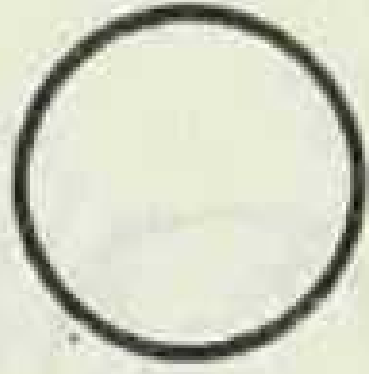
ہر طرف ہر جگہ بے شمار آدمی

پھر بھی تنہائیوں کا شکار آدمی

صبح سے شام تک بوجھ ڈھوتا ہوا

اپنی ہی لاش کا خود مزار آدمی

ہر طرف بھاگتے دوڑتے راستے

ہر طرف آدمی کا شکار آدمی

روز جیتا ہوا روز مرتا ہوا

ہر نئے دن نیا انتظار آدمی

گھر کی دہلیز سے گیہوں کے کھیت تک

چلتا پھرتا کوئی کاروبار آدمی

زندگی کا مقدر سفر در سفر

آخری سانس تک بے قرار آدمی
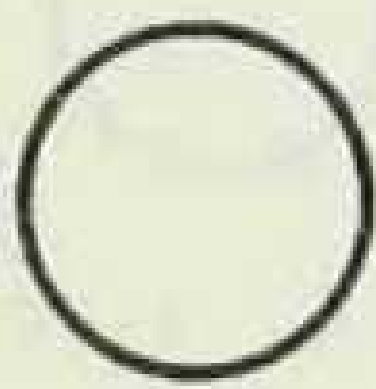
نشہ برائے نشہ ہے عذاب میں شامل
کسی کی یاد کو کیجے شراب میں شامل

ہر اک تلاش یہاں فاصلوں سے روشن ہے
حقیقتیں کہاں ہوتی ہیں خواب میں شامل

وہ تم نہیں ہو تو پھر کون تھا وہ تم جیسا
کسی کا ذکر تو تھا ہر کتاب میں شامل

ہمیں بھی شوق ہے اپنی طرح سے جینے کا
ہمارا نام بھی کیجے عتاب میں شامل

اکیلے کمرے میں گلدان بولتے کب ہیں
تمھارے ہونٹ ہیں شاید گلاب میں شامل

زمین روز کہاں معجزہ دکھاتی ہے
مری نگاہ بھی ہوگی نقاب میں شامل

اسی کا نام ہے نغمہ اسی کا نام غزل
وہ اک سکون جو ہے اضطراب میں شامل

گلاب کا پھُول

لچکتی ڈال پہ کھِلتا ہوا گلاب کا پھُول
لبوں کے خم، جھکی آنکھوں کی بولتی تصویر
نئی نئی کسی بچے کے ہاتھ کی تحریر

لچکتی ڈال پہ کھِلتا ہوا گلاب کا پھُول
حسیں لباس میں ماتم حیات فانی کا
نظر کے سامنے انجام ہر کہانی کا

لچکتی ڈال پہ کھِلتا ہوا گلاب کا پھُول
بہن کی شوخ ہنسی
ماں کے پیار کا درپن
چھلکتی یادوں میں بھیگا ہوا اکیلا پن

لچکتی ڈال پہ کھلتا ہوا گلاب کا پھُول
ہر ایک ذہن میں نقشا بدلتا رہتا ہے
شبیہہ ایک ہے پردہ بدلتا رہتا ہے

○
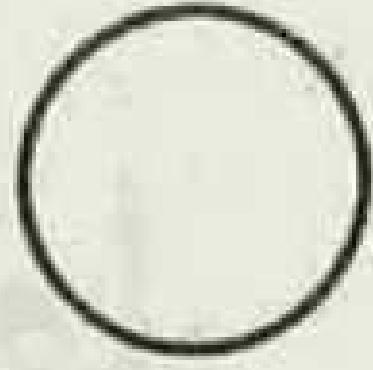
ذہانتوں کو کہاں کرب سے فرار ملا
جسے نگاہ ملی اُس کو انتظار ملا

وہ کوئی راہ کا پتھر ہو یا حسین منظر
جہاں سے راستہ ٹھہرا وہیں مزار ملا

کوئی پکار رہا تھا کھُلی فضاؤں سے
نظر اُٹھائی تو چاروں طرف حصار ملا

ہر ایک سانس نہ جانے تھی جستجو کس کی
ہر اک دیار مُسافر کو بے دیار ملا

یہ شہر ہے کہ نمایش لگی ہوئی ہے کوئی
جو آدمی بھی ملا بن کے اشتہار ملا

کِھلونے

آؤ کہیں سے
تھوڑی سی مٹّی بھر لائیں
مٹّی کو بادل سے گوندھیں
چاک چلائیں
نئے نئے آکار بنائیں
کِسی کے سر پر چٹیا رکھ دیں
ماتھے اُوپر تلک لگائیں
کِسی کے چھوٹے سے چہرے پر
موٹی سی داڑھی پھیلائیں
کچھ دن ان سے جی بہلائیں
اور یہ جب میلے ہو جائیں

داڑھی
چوٹی
تلک
سبھی کو.....
توڑ پھوڑ کے گڈمڈ کر دیں
ملی جلی یہ مٹّی پھر سے
الگ الگ سانچوں میں بھر دیں
داڑھی میں
چوٹی لہرائے
چوٹی میں
داڑھی چھپ جائے
کس میں کتنا کون چھپا ہے
کون بتائے

○
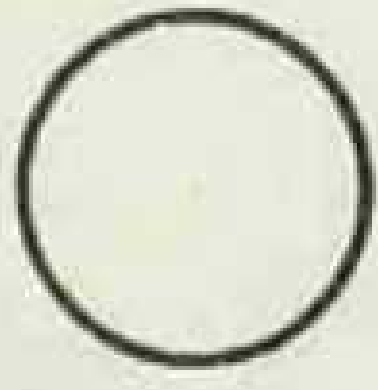
پہلے بھی جیتے تھے مگر جب سے مِلی ہے زندگی
سیدھی نہیں ہے دور تک اُلجھی ہوئی ہے زندگی

اک آنکھ سے روتی ہے یہ اک آنکھ سے ہنستی ہے یہ
جیسی دکھائی دے جسے اُس کی وہی ہے زندگی

جو پائے وہ کھوئے اسے، جو کھوئے وہ روئے اسے
یوں تو سبھی کے پاس ہے کس کی ہوئی ہے زندگی

ہر راستہ انجان سا، ہر فلسفہ نادان سا
صدیوں پُرانی ہے مگر ہر دن نئی ہے زندگی

اچّھی بھلی تھی دوٗر سے جب پاس آئی کھو گئی
جس میں نہ آئے کچھ نظر، وہ روشنی ہے زندگی

مِٹّی ہوا لے کر اُڑی گھومی پھری واپس مُڑی
قبروں پہ کتبوں کی طرح لِکّھی ہوئی ہے زندگی

پیسے کا سفر

دن رات کمایا پیسا
باہیں، ٹانگیں، بینائی
سب کھو کر پایا پیسا
پیسے سے اُگایا پیسا
پیسے نے لڑایا پیسا
پھر دن کا سویرا پیسا
راتوں کا اندھیرا پیسا
پھر میرا تیرا پیسا
پہلے تو کمایا پیسا
پھر خود کو بنایا پیسا
جب پیسا گِھس کر ٹوٹا
پیسے نے جلایا پیسا
کچھ کام نہ آیا پیسا
کتنا تھا پرایا پیسا

انتظار

مدّتیں بیت گئیں
تم نہیں آئیں اب تک
روز سورج کے بیاباں میں
بھٹکتی ہے حیات
چاند کے غار میں
تھک ہار کے سو جاتی ہے رات
پھول کچھ دیر مہکتا ہے
بکھر جاتا ہے
ہر نشہ
لہر بناتے ہی اُتر جاتا ہے
وقت !
بے چہرہ ہواؤں سے گزر جاتا ہے
کسی آواز کے سبزے میں لہک جیسی تم
کسی خاموش تبسّم میں چمک جیسی تم

کسی چہرے میں مہکتی ہوئی آنکھوں جیسی
کہیں ابرو، کہیں گیسو، کہیں بانہوں جیسی

چاند سے
پھول تلک
یوں تو تمھیں تم ہو مگر
تم کوئی چہرہ، کوئی جسم، کوئی نام نہیں
تم جہاں بھی ہو
ادھوری ہو حقیقت کی طرح
تم کوئی خواب نہیں ہو
جو مکمل ہوگی

○
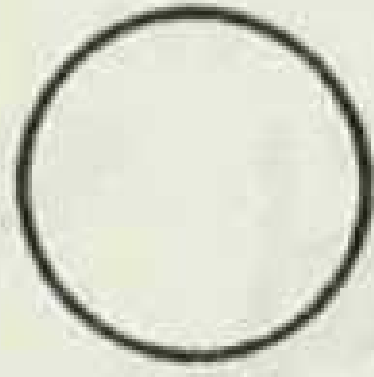
اپنا غم لے کے کہیں اور نہ جایا جائے
گھر میں بکھری ہوئی چیزوں کو سجایا جائے

جن چراغوں کو ہواؤں کا کوئی خوف نہیں
ان چراغوں کو ہواؤں سے بچایا جائے

کیا ہوا شہر کو کچھ بھی تو نظر آئے کہیں
یوں کیا جائے کبھی خود کو رُلایا جائے

باغ میں جانے کے آداب ہوا کرتے ہیں
کسی تتلی کو نہ پھولوں سے اُڑایا جائے

خودکشی کرنے کی ہمت نہیں ہوتی سب میں
اور کچھ دن ابھی اَوروں کو ستایا جائے

گھر سے مسجد ہے بہت دور چلو یوں کرلیں
کسی روتے ہوئے بچّے کو ہنسایا جائے

○

چاند سے پھول سے یا میری زباں سے سُنیے
ہر جگہ آپ کا قصہ ہے جہاں سے سُنیے

کیا ضروری ہے کہ ہر پردہ اُٹھایا جائے
میرے حالات بھی اپنے ہی مکاں سے سُنیے

سب کو آتا نہیں دُنیا کو سجا کر جینا
زندگی کیا ہے محبّت کی زباں سے سُنیے

کون پڑھ سکتا ہے پانی پہ لکھی تحریریں
کس نے کیا لکھا ہے یہ آبِ رواں سے سُنیے

چاند میں کیسے ہوئی قید کسی گھر کی خوشی
یہ کہانی کسی مسجد کی اذاں سے سُنیے

سمجھوتہ

یہی زمین
جو کہیں دھوپ ہے
کہیں سایہ
یہی زمین ہو تم بھی
یہی زمیں میں بھی
یہی زمین حقیقت ہے
اس زمیں کے سوا
کہیں بھی کچھ نہیں. بینائیوں کا دھوکا ہے
وہ آسمان
جو ہر دسترس سے باہر ہے
تمھاری آنکھوں میں ہو
یا مری نگاہوں میں

دکھائی دیتا ہے
لیکن کبھی نہیں ملتا
یہی زمین سفر ہے
یہی زمین منزل
نہ میں تلاش کروں
تم میں
جو نہیں ہو تم
نہ تم تلاش کرو
مجھ میں
جو نہیں ہوں میں

○
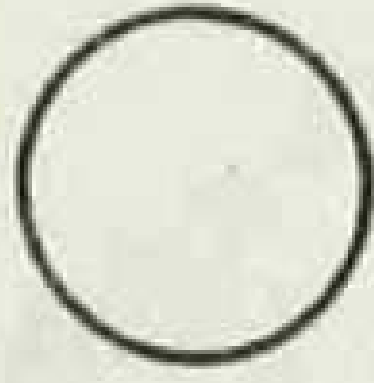
اس کے دشمن ہیں بہت، آدمی اچھا ہوگا
وہ بھی میری ہی طرح شہر میں تنہا ہوگا

اتنا سچ بول کہ ہونٹوں کا تبسّم نہ بجھے
روشنی ختم نہ کر آگے اندھیرا ہوگا

پیاس جس نہر سے ٹکرائی وہ بنجر نکلی
جس کو پیچھے کہیں چھوڑ آئے وہ دریا ہوگا

ایک محفل میں کئی محفلیں ہوتی ہیں شریک
جس کو بھی پاس سے دیکھو گے اکیلا ہوگا

میرے بارے میں کوئی رائے تو ہوگی اس کی
اس نے مجھ کو بھی کبھی توڑ کے دیکھا ہوگا

خُدا کا گھر نہیں کوئی

خدا کا گھر نہیں کوئی
بہت پہلے ہمارے گانو کے اکثر بُزرگوں نے
اسے دیکھا تھا
پوجا تھا
یہیں تھا وہ
یہیں بچّوں کی آنکھوں میں
لہکتے سبز پیڑوں میں
وہ رہتا تھا
ہواؤں میں مہکتا تھا
ندی کے ساتھ بہتا تھا
ہمارے پاس وہ آنکھیں کہاں ہیں
جو پہاڑی پر

چمکتی
بولتی
آواز کو دیکھیں
ہمارے کان بہرے ہیں
ہماری رُوح اندھی ہے
ہمارے واسطے
اب پھول کِھلتے ہیں
نہ کونپل گنگناتی ہے
نہ خاموشی اکیلے میں سُنہرے گیت گاتی ہے

ہمارا عہد!
ماں کے پیٹ سے اندھا ہے بہرا ہے
ہمارے آگے پیچھے
مَوت کا تاریک پہرا ہے

○
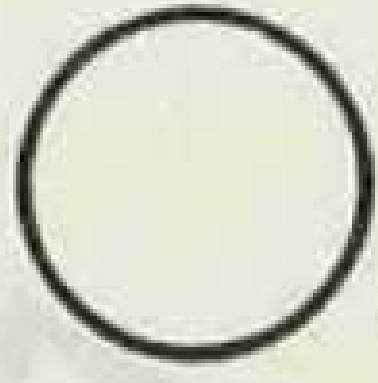
زندگی انتظار جیسی ہے
دُور تک رہگذار جیسی ہے
چند بے چہرہ آہٹوں کے سوا
ساری بستی مزار جیسی ہے
راستے چل رہے ہیں صدیوں سے
کوئی منزل غبار جیسی ہے
کوئی تنہائی اب نہیں تنہا
ہر خموشی پکار جیسی ہے
زندگی روز کا حساب کتاب
قیمتی شے اُدھار جیسی ہے

فیصلہ

(کرنل قذافی کی بیٹی اور امریکن پائلٹ کی بے وقت موت کی نذر)

نہیں ایسا نہیں ہوگا

پہاڑوں میں رہو

یا گھر کی دیواریں اُٹھاؤ تم

کسی بھی پیڑ کی چھانو تلے

دھونی رماؤ تم

کہیں بھی چھپ کے جاؤ تم

ہمارے ساتھ ہو تم

تمھارے ساتھ ہیں ہم

تمھارے جسم میں جب تک لہو ہے

اور لہو میں زندگی کی آگ روشن ہے

ہمارا اور تمھارا

ایک ہی مٹی کا بندھن ہے

یہ ساری زندگی

دھرتی پہ آدم کے اُترنے سے

ابھی تک — اک لڑائی ہے

مُسلسل اک لڑائی

جس میں اوروں کی طرح تم خود بھی شامل ہو

لڑائی — راکھشس بھی دیوتا بھی

لڑائی — بولہب بھی مصطفےٰ بھی

لڑائی — خودکشی بھی کربلا بھی

لڑائی سے مَفر ممکن نہیں چاہے کہیں جاؤ

مگر کیسے لڑو

یہ فیصلہ خود تم کو کرنا ہے

کسی آکاش سے

بارُود کی صورت بکھر جاؤ

اندھیری رات میں

یا

لیبیا میں جل کے مر جاؤ

○
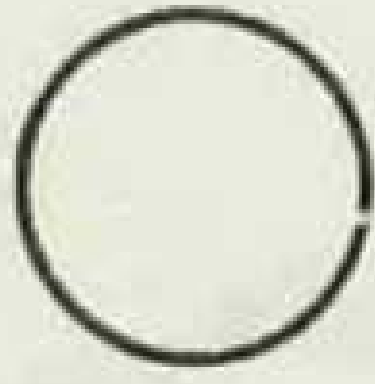
جو مِلا خود کو ڈھونڈتا ہی مِلا
ہر جگہ کوئی دوسرا ہی مِلا

غم نہیں سوتا آدمی کی طرح
نیند میں بھی یہ جاگتا ہی مِلا

خود سے ہی مِل کے لَوٹ آئے ہم
ہم کو ہر سمت آئینہ ہی مِلا

جب سے گویا ہوئی ہے خاموشی
بولنے والا بے صدا ہی مِلا

ہر تھکن کا فریب ہے منزل
چلنے والوں کو راستہ ہی مِلا

تماشا

روز اک اجنبی
انجانا ہاتھ
کانچ کی سُرخ چمکتی ہوئی گیند
سبز ڈھلوان سے لڑھکاتا ہے
پھیلتی باہیں
سِمٹتی سانسیں
جاگتی آنکھیں
لچکتی ٹانگیں
لڑکھڑاتی ہوئیں
ٹکراتی ہوئیں

صبح سے شام تلک
بھاگتے بھاگتے گھس جاتی ہیں
کانچ کی سُرخ چمکتی ہوئی گیند
ہاتھ کہاں آتی ہے
روز آتی ہے چلی جاتی ہے
روز ہوتا ہے تماشا یوں ہی

نئی بیماری

یہ نیا روگ ہے
آج کے دَور کا
اس نئے روگ کی کوئی پہچان ایسی نہیں
جس کی تشخیص ہو
ہر دوا بے اثر
سرنگوں چارہ گر
آج ہر لہلہاتے ہوئے کھیت میں
گیہوں کے ساتھ اُگتی ہیں خاموشیاں
سرد خاموشیاں
جو گلے سے اُترتے ہی گھُن کی طرح
چاٹ لیتی ہیں

آواز کی بجلیاں
بند ہونٹوں کا یہ
خوش لباس آدمی
دیکھتا ہے
مگر بول سکتا نہیں
سوچتا ہے
مگر چیخ سکتا نہیں
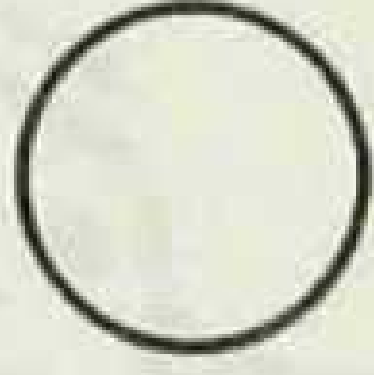
جو کھو جاتا ہے مل کر زندگی میں
غزل ہے نام اُس کا شاعری میں
نکل آتے ہیں آنسو ہنستے ہنستے
یہ کس غم کی کسک ہے ہر خوشی میں
کہیں چہرہ، کہیں آنکھیں، کہیں لب
ہمیشہ ایک ملتا ہے کئی میں
چمکتی ہے اندھیروں میں خموشی
ستارے ٹوٹتے ہیں رات ہی میں
سُلگتی ریت میں پانی کہاں تھا
کوئی بادل چھپا تھا تشنگی میں
بہت مشکل ہے بنجارا مزاجی
سلیقہ چاہیے آوارگی میں

جنگ

سرحدوں پر فتح کا اعلان ہو جانے کے بعد
جنگ!
بے گھر بے سہارا
سرد خاموشی کی آندھی میں بکھر کے
ذرّہ ذرّہ
پھیلتی ہے
تیل
گھی
آٹا
کھنکتی چوڑیوں کا رُوپ بھر کے
بستی بستی ڈولتی ہے
دن دہاڑے

ہر گلی کوچے میں گھس کر
بند دروازوں کی سانکل کھولتی ہے
مدّتوں تک
جنگ!
گھر گھر بولتی ہے
سرحدوں پر فتح کا اعلان ہو جانے کے بعد

والد کی وفات پر

تمھاری قبر پر
میں فاتحہ پڑھنے نہیں آیا
مجھے معلوم تھا
تم مر نہیں سکتے
تمھاری موت کی سچّی خبر جس نے اُڑائی تھی
وہ جھوٹا تھا
وہ تم کب تھے
کوئی سوکھا ہوا پتّہ ہوا سے ہل کے ٹوٹا تھا
مری آنکھیں
تمھارے منظروں میں قید ہیں اب تک
میں جو بھی دیکھتا ہوں
سوچتا ہوں
وہ ــــ وہی ہے
جو تمھاری نیک نامی اور بدنامی کی دُنیا تھی

کہیں کچھ بھی نہیں بدلا
تمہارے ہاتھ
میری اُنگلیوں میں سانس لیتے ہیں
میں لکھنے کے لیے
جب بھی قلم کاغذ اُٹھاتا ہوں
تمھیں بیٹھا ہوا میں اپنی ہی کرسی میں پاتا ہوں
بدن میں میرے جتنا بھی لہو ہے
وہ تمھاری
لغزشوں ناکامیوں کے ساتھ بہتا ہے
مری آواز میں چھپ کر
تمھارا ذہن رہتا ہے
مری بیماریوں میں تم
مری لاچاریوں میں تم
تمھاری قبر پر جس نے تمھارا نام لکھا ہے
وہ جھوٹا ہے
تمھاری قبر میں مَیں دفن ہوں
تم مجھ میں زندہ ہو
کبھی فرصت ملے تو فاتحہ پڑھنے چلے آنا

○
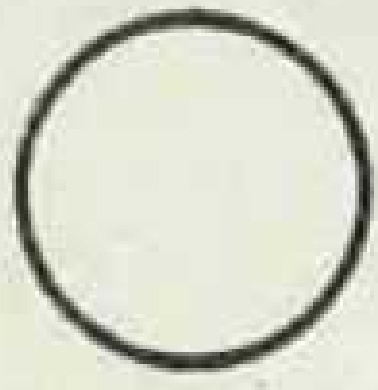
تنہا تنہا دُکھ جھیلیں گے محفل محفل گائیں گے
جب تک آنسو پاس رہیں گے تب تک گیت سُنائیں گے

تم جو سوچو وہ تم جانو ہم تو اپنی کہتے ہیں
دیر نہ کرنا گھر آنے میں ورنہ گھر کھو جائیں گے

بچّوں کے چھوٹے ہاتھوں کو چاند ستارے چھونے دو
چار کتابیں پڑھ کر یہ بھی ہم جیسے ہو جائیں گے

اچھّی صورت والے سارے پتّھر دل ہوں ممکن ہے
ہم تو اُس دن رائے دیں گے جس دن دھوکا کھائیں گے

کس رستے سے سفر ہے آساں کون سا رستہ مشکل ہے
ہم بھی جب تھک کر بیٹھیں گے اوروں کو سمجھائیں گے

فاتحہ

اگر قبرستان میں
الگ الگ کتبے نہ ہوں
تو ہر قبر میں
ایک ہی غم سویا ہوا ہوتا ہے
کسی ماں کا بیٹا
کسی بھائی کی بہن
کسی عاشق کی محبوبہ
تم !
کسی قبر پر بھی فاتحہ پڑھ کے چلے جاؤ

لگاو

تم جہاں بھی رہو
اسے گھر کی طرح سجاتے رہو
گلدان میں پھول لگاتے رہو
دیواروں پر رنگ چڑھاتے رہو
سجے بنے گھر میں
ہاتھ پانو اُگ آتے ہیں
پھر تم کہیں جاؤ
بھلے ہی اپنے آپ کو بھول آؤ
تمھارا گھر
تمھیں ڈھونڈ کر واپس لے آئے گا

کامیاب آدمی

وہ گالی کھا کے مسکراتا ہے

ہر ذلت کو بھول جاتا ہے

ہر ایک کی ہاں میں ہاں ملاتا ہے

اسے کامیابی کا راستہ مل گیا ہے

وہ بہت جلد

دوسروں کو ستانے کے قابل ہو جائے گا

اتفاق

ہم سب
ایک اتفاق کے
مختلف نام ہیں

مذہب

ملک

زبان

اسی اتفاق کی ان گنت کڑیاں ہیں
اگر پیدائش سے پہلے
انتخاب کی اجازت ہوتی
تو کوئی لڑکا
اپنے باپ کے گھر میں پیدا ہونا پسند نہیں کرتا

محبّت

وہ دونوں

بہت غریب ہیں

ان کا کوئی گھر ہے نہ ٹھکانا

لیکن چھ روز مسلسل

الگ الگ مکانوں میں محنت مزدوری کرنے کے بعد

جب وہ

اتوار کی شام کو

ایک دوسرے سے ملنے آتے ہیں

تو سارے شہر کو امیر بنا جاتے ہیں

عمر کا فرق

بہت ساری کھنکتی ہوئی
کلکاریوں کو سُن کر
میں کتاب بند کر کے
کمرے سے آنگن میں آیا
لیکن مجھے دیکھتے ہی
ماریہ کے ساتھ ہنستے کھیلتے
اس کے سارے ننّھے منّے ساتھی
سہم سہم کر
اپنی اپنی شاخوں پر واپس جا کر
پھر سے پھُول بن گئے
کیتکی
چنبیلی
گلاب

رخصت ہوتے وقت

رخصت ہوتے وقت

اُس نے کچھ نہیں کہا

لیکن ایر پورٹ پر اٹیچی کھولتے ہوئے

میں نے دیکھا

میرے کپڑوں کے نیچے

اُس نے

اپنے دونوں بچّوں کی تصویر چھپادی ہے

تعجب ہے

چھوٹی بہن ہو کر بھی

اُس نے مجھے ماں کی طرح دُعا دی ہے

قومی یکجہتی

وہ طوائف
کئی مردوں کو پہچانتی ہے
شاید اسی لیے
دنیا کو زیادہ جانتی ہے
اس کے کمرے میں
ہر مذہب کے بھگوان کی ایک ایک تصویر لٹکی ہے
یہ تصویریں
لیڈروں کی تقریروں کی طرح نمایشی نہیں
اس کا دروازہ
رات گئے تک
ہندو
مُسلم

سِکھ
عیسائی
ہر ذات کے آدمی کے لیے کھُلا رہتا ہے
خدا جانے
اس کے کمرے کی سی کشادگی
مسجد اور مندر کے آنگنوں میں کب پیدا ہوگی

تیسرا آدمی

ان دونوں میں بہت دوستی تھی
اس دوستی کی بنیاد
کسی تیسرے شخص کی دشمنی تھی
دونوں نے اپنی مِلی جُلی کوششوں سے
دُشمن کو راستے سے ہٹایا
اور پھر
وہ دونوں ایک دوسرے کے دُشمن ہو گئے

سماجی شعور

میرے یار چور
ہر کام میں سلیقے کی ضرورت ہوتی ہے
تم چھوٹی موٹی چیزیں چُراتے
اور جیل چلے جاتے ہو
لیڈر
منسٹر
سرکاری افسر
یہ سب تمھارے ہی جیسے انسان ہیں
لیکن تم
سماجی شعور سے کوسوں دوُر ہو
اسی لیے چور مشہور ہو

سچّائی

وہ کسی ایک مرد کے ساتھ
زیادہ دن نہیں رہ سکتی
یہ اس کی کمزوری نہیں
سچّائی ہے
لیکن جتنے دن وہ جس کے ساتھ رہتی ہے
اس کے ساتھ بے وفائی نہیں کرتی
اسے لوگ بھلے ہی کچھ کہیں
مگر!!
کسی ایک گھر میں
زندگی بھر جھوٹ بولنے سے
الگ الگ مکانوں میں سچّائیاں بکھیرنا
زیادہ بہتر ہے

سونے سے پہلے

ہر لڑکی کے
تکیے کے نیچے
تیز بلیڈ
گوند کی شیشی
اور کچھ تصویریں ہوتی ہیں
سونے سے پہلے
وہ کئی تصویروں کی تراش خراش سے
ایک تصویر بناتی ہے
کسی کی آنکھیں کسی کے چہرے پر لگاتی ہے
کسی کے جسم پر کسی کا چہرہ سجاتی ہے
اور جب اس کھیل سے اوب جاتی ہے
تو کسی بھی گوشت پوست کے آدمی کے ساتھ
لپٹ کر سو جاتی ہے

پُرانے کھیل

ہم تم گھنٹیاں بجتے ہی پنجروں سے
نکل کر باہر آتے ہیں
نئے نئے کرتب دکھاتے ہیں
دشمنوں کی طرح ایک دوسرے سے ٹکراتے ہیں
جب لڑ جھگڑ کے تھک جاتے ہیں
تو واپس اپنے پنجروں میں قید ہو جاتے ہیں
ہمیں ہماری لڑائی کی وجہ معلوم نہیں
مُرغوں کی ہاتھاپائی
سانپ اور مور کی لڑائی
شیر اور بیل کی مار کٹائی
نئے راجے نوابوں کے پُرانے کھیل ہیں
ہم تو صرف لڑائے جاتے ہیں
ہمارا کام صرف تماشا کرنا ہے
دوسروں کے لیے جینا ہے
دوسروں کے لیے مرنا ہے

علاج

جب تم زیادہ اُداس ہو

تو ایسے علاقے میں جاؤ

جہاں

تم سے بھی زیادہ پریشان لوگ رہتے ہیں

جو دوسروں پر ترس کھاتا ہے

خود اس کا قد

اپنے دُکھوں سے بڑا ہو جاتا ہے

شرط

تم فوج میں بھرتی ہونا چاہتے ہو
ضرور ہو
لیکن یاد رہے
جنگ کے دوران تمھارا ملک جو کہے گا وہ سچ ہوگا
اور اُس سچ کے لیے
تمھیں اپنی جان سے کھیلنا ہوگا
تمھارے دوستوں
اور دشمنوں کی
فہرست سیاستوں کی طرح بدلتی رہے گی
جنگ کے ختم ہونے کے بعد
تم اَمر شہید بھی ہو سکتے ہو
اور بے وقوف بھی !!

آئینہ

تم ایسے نہیں جی سکتے
جیسے تتلی اُڑتی ہے
جیسے پھول کھلتا ہے
جیسے بچّہ مسکراتا ہے
تم ایسے نہیں مر سکتے
جیسے سورج میں چاند جگمگاتا ہے
جیسے موسم میں موسم لہراتا ہے
جیسے بادل درختوں کی ہریالی میں چھپ جاتا ہے
تم ہر روز آئینہ دیکھتے ہو
کالے بالوں میں سے سفید بال نوچ کر پھینکتے ہو
کالے اور سفید بالوں کے بیچ
آئینے نے تمھارے وقت کو تقسیم کر دیا ہے
ساری سانسوں کو مَوت کے خوف سے بھر دیا ہے

پہاڑوں سے اُترتی ندی
جھرنوں سے پھوٹتی ہنسی
جنگلوں میں بولتی خاموشی

اب تمہاری نہیں ہے
تمھیں پتّھر بیٹھنے کے لیے دیا تھا
تم نے
اس پتّھر سے آئینہ تراش لیا ہے

دُور کا ستارہ

میں برسوں بعد
اپنے گھر کو تلاش کرتا ہوا
اپنے گھر پہنچا
لیکن میرے گھر میں
اب میرا گھر کہیں نہیں تھا
اب میرے بھائی اجنبی عورتوں کے شوہر بن چکے تھے
میرے گھر میں
اب میری بہنیں
انجانے مَردوں کے ساتھ مجھ سے ملنے آتی تھیں
اپنے اپنے دائروں میں تقسیم
میرے بھائی بہن کا پیار
اب صرف تحفوں کا لین دین بن چکا تھا
میں جب تک وہاں رہا
شیو کرنے کے بعد

برش، کریم، سیفٹی ریزر
خود دھو کر اٹیچی میں رکھتا رہا
مَیلے کپڑے
خود گِن کر لانڈری میں دیتا رہا
اب میرے گھر میں
وہ نہیں تھے
جو بہت سوں میں بٹ کر بھی
پورے کے پورے میرے تھے
جنھیں میری ہر کھوئی چیز کا پتا یاد تھا
مجھے کافی دیر ہوگئی تھی
دیر ہو جانے پر ہر کھویا ہوا گھر
آسمان کا ستارہ بن جاتا ہے
جو دُور سے بُلاتا ہے
لیکن پاس نہیں آتا ہے

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ کی نئی اور اہم مطبوعات

کتاب	موضوع	مصنف / مرتب	قیمت
مجیب صاحب۔ احوال و افکار		مرتبہ: ضیاء الحسن فاروقی، مشیر الحق، شہاب الدین انصاری، عبد اللطیف اعظمی	۹۰/=
حیاتِ عابد	(سوانح)	مرتبہ: ڈاکٹر صغرا مہدی	۴۵/=
اقبالیات کی تلاش	(ادب)	عبد القوی دسنوی	۳۵/=
نقدِ بجنوری	(ادب)	ڈاکٹر حدیقہ بیگم	۲۵/=
بالکلیات	(طنز و مزاح)	یوسف ناظم	۱۸/=
تلامذۂ غالب	(غالبیات)	مالک رام	۷۵/=
انٹی گونی	(ڈراما) سوفوکلیز	مترجم: قیصر زیدی	۹/=
اسلام دورِ حاضر میں	(منتخب مضامین) ولفرڈ کینٹویل اسمتھ	مرتبہ: پروفیسر مشیر الحق	۳۶/=
اسلامیات	(تحقیق)	مالک رام	۲۷/=
لفظوں کا آسمان	(شعری مجموعہ) سیتا کانت مہاپاتر	مترجم: کرامت علی کرامت	۲۰/=
سلسلۂ روز و شب	(خود نوشت)	صالحہ عابد حسین	۶۵/=
دوہے	(شعری مجموعہ)	جمیل الدین عالی	۱۲/=
وجد شاعر اور شخص	(ادب)	مرتبہ: یوسف ناظم	۲۵/=
عمرو بن العاص	(سوانح)	مولانا اسلم جیراجپوری	۶/=
آسان اردو	(تعلیم)	شکیل اختر فاروقی	۶/=
غبارِ کارواں	(سوانح) بیگم انیس قدوائی	مرتبہ: پروفیسر انور صدیقی	۲۷/=
شعر چیزے دیگر است	(ادب)	عمیق حنفی	۲۷/=
خطباتِ عیدین	(خطبات)	محمد تقی امینی	۲۱/=
بچوں کا آرٹ	(آرٹ)	عبید الحق	۲۷/=
ادبی سماجیات	(ادب)	ڈاکٹر محمد حسن	۲۱/=
الفاظ کا مزاج	(ادب)	غلام ربانی (مرحوم)	۲۱/=
کلیاتِ عرش ملسیانی	(کلیات)	مرتبہ: مالک رام	۷۵/=
کہانی کے پانچ رنگ	(ادب)	شمیم حنفی	۲۴/=
تعلیم، نظریہ اور عمل	(تعلیم)	ڈاکٹر محمد اکرام خاں	۳۶/=
علامتوں کا زوال	(ادب)	انتظار حسین	۳۶/=
شعورِ ادب	(انتخاب نثر و نظم)	مرتبہ: ادارہ	۱۸/=
برکت ایک چھینک کی	(مزاحیہ مضامین)	وجاہت علی سندیلوی	۱۵/=
عالم پناہ	(ناول)	رفیعہ منظور الامین	۳۰/=
اداس موڑ	(ڈرامے)	ابراہیم یوسف	۱۲/=
نیلی ساری	(افسانے)	خواجہ احمد عباس	۱۲/=
مکتی بودھ	(افسانے)	راجندر سنگھ بیدی	۲۵/۵۰
حضرت جنید بغدادیؒ	(تصوف)	ضیاء الحسن فاروقی	۳۵/=
تقریر و تعبیر	(تقاریر)	محمد ہدایت اللہ	۱۵/=
فراقؔ، شاعر و شخص	(ادب)	مرتبہ: شمیم حنفی	۳۵/=
معاصر ادب کے پیش رو	(تنقید)	ڈاکٹر محمد حسن	۳۰/=
ذکرِ خیر	(خاکے)	یوسف ناظم	۱۸/=

لبرٹی آرٹ پریس (پروپرائٹرز: مکتبہ جامعہ لمیٹڈ) پٹودی ہاؤس، دریا گنج، نئی دہلی ۲ میں طبع ہوئی